BA Part-III
Paper - V

انتخاب کلیات ولی

سوال نمبر ۱ : ولی محمد ولی کی شاعرانہ عظمت سے اپنی واقفیت کا اظہار کیجئے ، (یا) ولی کی شخصیت پر تبصرہ کیجئے (یا) ولی کی غزل گوئی پر ایک مضمون قلمبند کیجئے ؟

جواب : ولی محمد ولی احمد آباد ، گجرات کے ایک نہایت برگزیدہ عالم و صوفی علامہ شاہ وجیہ الدین علوی متوفی کے خاندان کے چشم و چراغ تھے ۔ ولی دکنی عہد عالمگیر میں پیدا ہوئے ۔ اس دور میں گجرات ، دکن ارضی و سماوی آفات سے دوچار رہتا ۔ عہد ولی کا گجرات عالموں ، صوفیوں ، خانقاہوں و مدرسوں سے معمور تھا ۔ ولی نے اس تصوفی اور علمی و ادبی ماحول سے فائدہ اٹھایا ۔ ولی کے اردو کلام و فارسی رسالے سے اس امر کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ وہ علوم عقلی و نقلی سے خوب واقف تھے اور تعلیم و درس و تدریس سے ان کا گہرا تعلق تھا ۔ فارسی زبان و ادب سے ان کو غیر معمولی شغف تھا ۔

ولی اردو شاعری کے امام اور مجتہد سمجھے جاتے ہیں تمام اساتذہ دکن کی شاعری کے قائل ہیں ۔ اردو ادب و اردو شاعری میں ولی کو خاص مقام و درجہ حاصل ہے ۔ ولی نے عوام کی خدمت انجام دینے کے لئے اپنی شاعری کو آلہ کار بنایا انہوں نے غزل کو ترجیح دی ۔ ولی کی شاعری میں بہت پہلو دار پائی جاتی ہے ۔ ان کی شاعری میں فارسی شاعری کی تقلید ہی نہیں بلکہ اپنی انفرادیت سے کام لیا ۔ ان کے یہاں فارسی روایات ہندی کے اثرات کے ساتھ ملے جلے نظر آتے ہیں ۔ ان کے بیان جو شیرینی ، گھلاوٹ ، سادگی اور صفائی پائی جاتی ہے وہ اس فارسی اور ہندی کے متوازن آمیزش کا نتیجہ ہے ۔ بعد کے تمام شعراء نے ولی کے دیوان کو سامنے رکھ کر شاعری کی اور اساتذہ فن نے بھی ولی کی اس خدمت کا اعتراف کیا ہے ۔

آبرو شعر ہے ترا اعجاز — پر ولی کا سخن کرامت ہے (آبرو)
حاتم یہ فن شعر میں کچھ تو بھی کم نہیں — لیکن ولی ولی ہے جہاں میں سخن کے بیچ (حاتم)
خوگر نہیں کچھ یوں ہی ہم ریختہ گوئی کے — معشوق جو تھا اپنا باشندہ دکن کا تھا (میر)

ولی کے عشق میں سپردگی ہے ۔ مگر اس سپردگی میں کہیں انتہا پسندی نہیں ۔ ان کی غزلوں میں سوز و گداز کے رہتے ہوئے بھی قنوطیت سے دامن بچائے رکھتے ہیں ۔ جس کی وجہ سے ان کی غزلوں سے ایک رفعت اور برتری کا احساس ہوتا ہے ۔ ولی کے اسلوب کی سادگی اور بندش الفاظ کی جادوگری سے کسی کو انکار نہیں ۔ ولی کی غزلوں میں ڈرامائیت بھی ملتی ہے ۔ ولی نے نئی بندشوں اور نئے نئے استعاروں کا بھی استعمال کیا ۔ ان کی روایات کے اثرات بھی ملتے ہیں ۔

ولی نے فارسی کے موضوعات کو برتنے میں بلاشبہ اپنے استادانہ کمال فن کا ثبوت دیا ہے ۔ ان کے یہاں ندرت خیال کے نقش نقشہائے رنگ رنگ دکھائی دیتے ہیں ۔ خود ولی کہتے ہیں :-

راہ مضمون تازہ بند نہیں — تا قیامت کھلا ہے باب سخن

ولی زبان پر قدرت رکھتے تھے ۔ لفظوں کے ظاہر و باطن سے خوب واقف تھے ۔ اپنے کلام کی اس خصوصیت پر ولی اشارہ کرتے ہیں ۔

یوں مجھ سخن میں نکتہ مخفی ہے اے ولی — جیوں رنگ و بوئے مشک ہے ہر برگ گل

ولی با کمال شاعر تھے ۔ ان کا کلام کسی زاویہ سے دیکھا جائے قابل ستائش ہے ۔ ولی نے اپنی حیات میں ہی اپنے فن و کمال اور اپنے آہنگ کا تمغہ حاصل کر لیا ۔ ولی کے کلام سے اس کی شہادت ملتی ہے ۔

ولی تجھ طبع گلشن میں جو گل ہیں میری باتیں ہیں — وہ تحفہ کر کے جاتے ہیں تری گفتار ہر جانب

ولی کے کلام کا بیشتر حصہ ایسا ہے جہاں انہوں نے تصوف کو تغزل کے رنگ میں اس طرح سے پیش کیا ہے کہ مجاز و حقیقت میں امتیاز کرنا مشکل ہو جاتا ہے ۔ اپنے کلام کی اس روش کے متعلق ولی کہتے ہیں :-

B.A Part - III
Paper - V

انتخاب کلیات ولی

اے ولی مجھ سخن کو وہ بوجھے — جن کو حق نے دیا ہے علم لدنی

ولی نے اپنی زبان میں اجتہاد سے کام لیا ہے۔ ان کی زبان بہت دلچسپ ہے۔ عبارت سہل و آسان ہے۔ ان کے کلام میں سادگی و سلاست اور شرینی پائی جاتی ہیں۔ ان کے اشعار میں بے تکلفی آمد اور روانی ہے۔ غرضیکہ ولی نے غزل کے موضوعات کو وسعت بخشی اور وسعت کے نئے امکانات کی راہ کھولی۔

تشریحات اشعار

اے اس دیکھ کر نہ ہو مغرور — خود نمائی نہ کر خدا سوں ڈر

تشریح: مندرجہ بالا اشعار ولی دکنی کا ہے۔ اس شعر میں شاعر معشوق کو خدا سے ڈرنے کی تلقین کرتے نظر آتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ آئینے میں اپنی صورت دیکھ کر مغرور اور نازاں نہ ہو اور خود نمائی نہ کر۔ کیونکہ اللہ تعالی کو خود نمائی پسند نہیں۔ لہذا خدا سے ڈرنا چاہئے۔

تجھ عشق میں ہوا ہے جگر خون داغ دار — دل میں ولی کے بھڑکے یوں لالہ زار دیکھ

تشریح: مندرجہ بالا اشعار ولی دکنی کی غزل کا مقطع ہے۔ اس شعر میں شاعر عشق میں اپنے جگر کے خون اور دل کے داغ دار ہونے کا اعتراف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ عشق نے میرے دل کو لالہ زار بنا دیا۔

جلتا ہوں شب و روز ترے غم میں اے ساجن — یہ سوز ترا مشعل سوزاں سوں کہوں گا

تشریح: مندرجہ ذیل اشعار ولی دکنی کی غزل کا ہے۔ اس شعر میں شاعر محبوب کے فراق میں اپنے تڑپ اور جلن کا ذکر کرتا ہے۔ وہ اپنے دل کے سوز تپش کو مشعل سوزاں سے مشابہت دیتا ہے۔

تعریف ترے قد کی الف وار سری جن — جا سرو گلستاں میں خوش ہجار سے کہوں گا

تشریح: مندرجہ بالا اشعار ولی دکنی کا ہے۔ اس شعر میں شاعر اپنے محبوب کی تعریف کرتے ہوئے اس کو سرو سے مشابہ قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تیرے قد کی تعریف میں گلستاں میں جا کر خوش ہجار سے کہوں گا۔

تجھ لب کی صفت لعل بدخشاں سوں کہوں گا — جادو ہیں ترے نین غزالاں سوں کہوں گا

تشریح: مندرجہ بالا اشعار ولی دکنی کا ہے۔ اس شعر میں شاعر معشوق کی صفات کو اپنے مخصوص انداز میں شعر کا جامہ پہناتا ہے اور اس کی صفات کو بیان کرتا ہے۔ شاعر معشوق کے لب کو لعل بدخشاں سے اور اس کی آنکھوں کو ہرن کی آنکھوں سے تشبیہ دی ہے عموما خوبصورت آنکھوں کو غزالی آنکھ کہہ کر تعریف کیا جاتا ہے۔

دی حق نے تجھے بادشاہی حسن نگر کی — یا کشور ایراں میں سلیماں سے کہوں گا

تشریح: مندرجہ بالا اشعار ولی دکنی کا ہے۔ اس شعر میں شاعر نے معشوق کو حسن نگر کا بادشاہ قرار دیا ہے۔ اس اعتبار سے شاعر نے اس کو حضرت سلیمان سے مشابہت دی ہے کیونکہ ایران میں حضرت سلیمان کا چرچا عام تھا۔

اے صاحب جدائی نہ کر خدا سوں ڈر — بے وفائی نہ کر خدا سوں ڈر

تشریح: مندرجہ بالا اشعار ولی دکنی کا ہے۔ اس شعر میں شاعر معشوق سے شکایت کرتا ہے۔ اور اس سے التجا کرتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ دیر تک جدا نہ ہو۔ اللہ تعالی سے ڈر اور بے وفائی نہ کر۔